www.KitaboSunnat.com

تدوین قرآن

شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
مرتب: ملک کامران طاہر

قرآءات متواترہ کی حجیت

حمد وثناء کے بعد ــــ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انبیاء ورسل کو مبعوث کرتے ہوئے بعض کو صحائف اور بعض کو کتابوں کی شکل میں ہدایات دے کر بھیجا۔ معروف کتابیں جن کا ذکر قرآن میں موجود ہے، مندرجہ ذیل ہیں:

❶ **تورات**: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَّنُوْرٌ﴾ (المائدۃ:۴۴)

''ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔''

لیکن یہ ایک ایسی کتاب تھی جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود نہیں لیا بلکہ قومِ موسیٰ کے سپرد کردیا کہ تم نے خود اس کی حفاظت کرنا ہے۔ توراۃ اصل میں اسفارِ خمسہ: سفر تکوین، سفر خروج، سفر لاویین، سفر أعداد اور سفر الثنية کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب اپنی اصل پر قائم نہ رہ سکی۔ ہر زمانہ کے لوگوں نے اس میں ردّ و بدل کیا۔ اس کی اندرونی شہادتیں بھی اس امر کی غماز ہیں کہ یہ محرف شدہ ہے کیونکہ اس میں حضرت موسیٰؑ کی وفات کا وصف موجود ہے اور کوئی عاقل انسان یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ موسیٰؑ نے اپنی وفات کا حال خود ہی تحریر کردیا ہو یا آپ نے اپنی موت کا مشاہدہ ہی کیا ہو۔ اس کے علاوہ متعدد دلائل اس کے محرف ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

❷ **انجیل**: یہ کتاب حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی لیکن کسی مؤرخ نے آج تک یہ نہیں لکھا کہ یہ کتاب کس شکل میں تھی؟ حضرت عیسیٰ اس کی دعوت زبانی/کلامی دیتے تھے۔ قرآن میں ہے:

﴿وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ﴾ (آل عمران:۵۰)

''اور میں اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے لیے بعض ان چیزوں کو حلال کردوں جو تم پر حرام کر دی گئیں ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجیل کا تورات سے معمولی فرق تھا۔ اس کے بعد اس میں تحریف کا سلسلہ شروع ہوا اور اس حد تک بڑھا کہ ہر قبیلہ کی الگ الگ انجیل بنا لی گئی۔ ۳۲۵ء میں قسطنطین نامی بت پرست عیسائیت میں داخل ہوا اور اس نے انیقہ میں عیسائیوں کا بین الاقوامی اجتماع منعقد کیا جس میں یہ طے پایا کہ چار انجیلیں رکھی جائیں اور باقی انجیلوں کو تلف کر دیا جائے۔ اور یہ اس لئے کیا گیا کہ اختلاف کو ممکن حد تک کم کیا جائے، لہٰذا ایسا ہی کیا گیا اور چار انجیلوں کو باقی رکھا گیا جو کہ متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کے ناموں سے مشہور ہیں۔

ان کا مطالعہ کرنے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ان چار انجیلوں کی باہم شکل وصورت اور موضوع بہت زیادہ مختلف ہیں، حتیٰ کہ ابتدا، انتہا، آیات اور فصول کے اعتبار سے ان کا اس قدر اختلاف ہے کہ ان کے اتحاد کی کوئی صورت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمہور علما اس میں لفظی و معنوی دونوں طرح کی تحریف موجود ہونے کے قائل ہیں اور قرآن مجید نے خود اس کی شہادت دی ہے: ﴿يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ (المائدۃ:۱۳)

''ان کا حال یہ ہے کہ الفاظ کا الٹ پھیر کر کے بات کو کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں۔''

قرآن مجید میں بکثرت آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں تحریف کی ہے۔ اس کے متعلق مزید تفصیل کے لئے: الجواب الصحيح لمن بدّل دين المسيح لابن تيمية کا مطالعہ مفید ہوگا۔

❸ **زبور**: یہ کتاب حضرت داؤدؑ پر نازل ہوئی اور اس کی ڈیڑھ سو آیات تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ اپنی سواری کی تیاری کے دوران ہی ان آیات کی تلاوت مکمل کر لیتے تھے۔ لیکن یہ کتاب بھی اب اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہے۔

❹ **قرآنِ کریم**: سب سے آخر میں ہمارے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا اور آپؐ پر جو کتاب نازل ہوئی، اس کا نام قرآن ہے۔ یہ وہ عظیم کتاب ہے جس کے نزول کا آغاز غارِ حرا سے ہوا اور اس کی تکمیل تیئس سال میں ہوئی۔ عمومی قاعدہ کے مطابق قرآن کا وہ حصہ جو ہجرت سے پہلے نازل ہوا 'مکی' اور بعد میں نازل ہونے والا 'مدنی' کہلاتا ہے خواہ وہ مدینہ میں نازل ہو، مکہ میں یا بیت المقدس یا کسی اور علاقے میں، سب کا سب حصہ 'مدنی' ہی کہلاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علما نے قرآن کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

هو كلام الله تعالىٰ المُعجز المنزل علىٰ خاتم الأنبياء والمرسلين بواسطة الأمين جبريل عليه السلام المكتوب في المصاحف المنقول إلينا بالتواتر المتعبد بتلاوته المبدوء بسورة الفاتحة المختوم بسورة الناس

''وہ اللہ تعالیٰ کا معجز کلام ہے جو خاتم الانبیا والمرسلین پر جبریل امینؑ کے ذریعہ نازل ہوا، مصاحف میں لکھا گیا اور ہم تک تواتر کے ذریعہ نقل ہوکر پہنچا۔ اس کی تلاوت کارِ ثواب ہے۔ یہ سورۃ فاتحہ سے شروع ہوتا ہے اور سورۃ الناس پر ختم ہوتا ہے۔''

تدوینِ قرآن، زمانۂ رسولؐ میں

آپ کے زمانہ میں قرآن کی تدوین کا کام باقاعدہ طور پر نہ تھا۔ آپؐ پر مختلف آیات نازل ہوتیں تو آپؐ کہتے: اسے فلاں سورت میں رکھ دو، فلاں جگہ پر رکھ دو۔ اس طرح آپؐ کے زمانے میں آیات کی ترتیب مکمل ہوئی اور یہ 'ترتیب توقیفی' کہلاتی ہے۔ یعنی ایسی ترتیب جو انسانوں کے اپنے ذوق کی بجائے وحی الٰہی پر موقوف ہو۔ جہاں تک سورتوں کی ترتیب کا تعلق ہے تو علامہ سیوطیؒ وغیرہ کا خیال ہے کہ یہ بھی 'توقیفی' ہے لیکن جمہور علما اس کے توقیفی ہونے کے قائل نہیں۔

نبیؐ کی زندگی میں قرآن مکمل ہو چکا لیکن غیر مرتب تھا۔ لوگ مختلف آیات اور سورتوں کو پتھروں پر، کھجور کے پتوں اور چھڑیوں پر اور اسی طرح چوڑی ہڈیوں اور باریک چمڑوں پر لکھ لیتے تھے۔ آپ ﷺ کی وفات تک قرآن مجید کے غیر مرتب ہونے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ یہ زمانہ نزولِ وحی کا زمانہ تھا اور نزولِ وحی کے زمانہ میں آیات کی کمی بیشی بھی ہوسکتی تھی، بعض احکام اور آیات منسوخ بھی ہو سکتے تھے، بعض میں کچھ اضافہ بھی ہوسکتا تھا، اس وجہ سے آپ ﷺ کے دور میں قرآنِ مجید کو تدوینی شکل نہ مل سکی۔

تدوینِ قرآن؛ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں

اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے دور میں قرآن مجید کو صحیفوںؓ کی شکل دی گئی۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوبکرؓ نے پیغام بھیجا کہ یمامہ کے محاذ پر قراء کرام کثرت سے شہید

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہورہے ہیں۔ یاد رہے کہ یمامہ کی لڑائی مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی تھی۔ حضرت عمرؓ ان کے پاس ہی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ عمرؓ میرے پاس آئے اور کہا کہ مقتولین بڑھتے جارہے ہیں، مجھے ڈر ہے کہ اگر اسی طرح تیزی سے قراء شہید ہوتے گئے تو قرآن کا بہت سارا حصہ ضائع ہوجائے گا، میرا خیال ہے کہ قرآن کو جمع کرلیا جائے تو میں نے عمرؓ کو کہا کہ جو کام اللہ کے رسولؐ نے نہیں کیا، ہم وہ کیسے کرلیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا: هٰذا والله خير ''اللہ کی قسم! مجھے تو یہ کام بہتر نظر آتا ہے۔'' تو حضرت عمرؓ اس سلسلے میں مجھ سے بار بار تقاضا کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے میرا سینہ کھول دیا اور میری رائے بھی وہی ہوگئی جو عمرؓ کی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زیدؓ کو کہا کہ آپ نوجوان اور عقلمند ہیں، ہمیں آپ پر شک وشبہ کا بھی امکان نہیں۔ آپ اللہ کے رسول ﷺ کی وحی لکھتے تھے اور اب آپ ہی قرآن کا تتبع کریں اور اس کو جمع کریں۔ حضرت زیدؓ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے اگر یہ لوگ پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا کہتے تو یہ آسان تھا، بہ نسبت اس کے کہ میں قرآن مجید کو جمع کروں تو میں نے کہا: یہ کام آپ کیسے کرنا چاہتے ہیں جو اللہ کے رسولؐ نے نہیں کیا؟

حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے :هو والله خير ''اللہ کی قسم یہ بہتر ہے۔'' اور حضرت ابوبکرؓ اس طرح اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا جس کے لئے ابوبکرؓ اور عمرؓ کا سینہ کھول دیا تھا۔ میں نے پھر قرآن مجید کی جستجو کی اور اسے کھجور کی چھڑیوں، پتوں اور لوگوں کے دلوں سے جمع کرنا شروع کردیا حتیٰ کہ سورۂ توبہ کی آخری آیت ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ ''مجھے ابوخزیمہ انصاریؓ کے ہاں سے ملی جو کہ کسی کے پاس لکھی ہوئی نہ تھی۔ یہ صحیفے حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہے، یہاں تک ان کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد یہ حضرت عمرؓ اور بعد ازاں اُمّ المومنین حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ کے پاس رہے۔ یہ وہ ابتدائی شکل تھی جس میں قرآن کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی۔ (صحیح بخاری:۴۹۸۶)

تدوین قرآن؛ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں

تدوین قرآن کا آخری دور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں پورا ہوا۔ اس کے متعلق صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے۔ وہ اس وقت آرمینیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آذربائیجان کی فتوحات کے لئے عراق اور شام کے مسلمانوں سے مل کر لڑ رہے تھے۔ آپ نے وہاں قراءۃ کا اختلاف دیکھا تو گھبرائے ہوئے حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا کہ امیرالمومنین اس اُمت کی اصلاح کیجئے، اس سے پہلے کہ یہود کی طرح یہ بھی قرآن میں اختلاف کرنے لگیں۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کی طرف پیغام بھیجا کہ جو صحیفے آپؓ کے پاس موجود ہیں، ہمیں دے دیں، ہم ان کو مصاحف کی شکل میں نقل کرنا چاہتے ہیں اور نقل کرنے کے بعد آپ کو واپس کر دیے جائیں گے۔ حضرت حفصہؓ نے وہ صحیفے حضرت عثمانؓ کی طرف بھیج دیے۔ حضرت عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ، عبدالرحمٰن بن زبیرؓ، سعید بن العاصؓ اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشامؓ کی ایک کمیٹی تشکیل دی۔ یہ چار آدمی تھے، تین قریشی اور ایک انصاری۔ حضرت عثمانؓ نے تینوں قریشیوں کو کہا کہ جب تمہارا زیدؓ سے قرآن میں سے کسی لفظ کے لکھنے میں اختلاف ہو تو اس کو قریش کے رسم پر لکھنا کیونکہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اُنہوں نے اسی طرح کیا، ان صحائف کو مصاحف میں نقل کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ والے صحائف اُنہیں واپس کر دیے اور جو مصاحف ان سے نقل کئے گئے تھے وہ مختلف علاقوں میں بھیج دیئے گئے اور ان کے علاوہ باقی سب مصاحف کو جلا دیا گیا۔ (رقم:۴۹۸۷)

اس سے پتہ چلا کہ آپ ﷺ کے دور میں قرآن منتشر تھا اور حضرت ابوبکرؓ کے دور میں قرآن مجید صحیفوں کی شکل میں مرتب کیا گیا اور حضرت عثمانؓ کے دور میں صحیفوں کو مصحف کی شکل میں مرتب کیا گیا اور اس کی بنیاد اسی نسخہ کو بنایا گیا جو حضرت حفصہؓ کے پاس پہنچا تھا۔

کمیٹی کا اختلاف: مذکورہ بالا ہدایت میں ذکر ہے کہ حضرت عثمانؓ نے کمیٹی کے ارکان کو اختلاف کی صورت میں قریش کی زبان میں لکھنے کی تاکید فرمائی تھی۔ سو ان لوگوں نے جب قرآن کی آیات کو نقل کرنا شروع کیا تو سوائے ایک جگہ کے پورے قرآن میں اختلاف نہ پایا اور وہ بھی لفظ التابوت کے متعلق کہ اسے تاے مدوّرہ یعنی گول تا کے ساتھ التابوۃ لکھا جائے یا لمبی تا التابوت کے ساتھ لکھا جائے تو سب نے بالاتفاق قریش کی زبان کے مطابق اسے لمبی تا کے ساتھ لکھا اور یہ معمولی سا اختلاف بھی رفع ہو گیا۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قریش کی زبان کو یہ ترجیح حضرت عثمان نے رسم الخط کے سلسلے میں دی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث سبعة أحرف اور اختلافِ اُمت

متواتر حدیث سے ثابت ہے کہ «أنزل القرآن علىٰ سبعة أحرف» ''قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے۔'' لیکن جب حضرت عثمانؓ کے دور میں قرآن کو ایک مصحف میں جمع کر دیا گیا اور باقی مصاحف کو تلف کر دیا گیا تو اس سے لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ حضرت عثمانؓ نے جو باقی مصاحف جلا دیے، وہ چھ حروف تھے تو اس غلط فہمی نے قراءات کے متعلق اُمت میں ایک غلط نظریہ پیدا کر دیا، جس سے لوگ صرف حفص کی قراءت جو آج ہمارے برصغیر میں مروّج ہے کو ہی حضرت عثمانؓ کا ایک حرف پر بچایا ہوا قرآن سمجھنے لگ گئے۔ اس بات کو واضح کرنے کے لئے ہم یہ حدیث ذکر کرتے ہیں تاکہ اس کا پس منظر سامنے آئے:

''حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے ہشامؓ بن حکیم کو آنحضرتؐ کی زندگی میں سورۂ فرقان پڑھتے سنا۔ وہ اس کو کئی حروف پر پڑھ رہے تھے جن کو مجھے آپؐ نے نہیں سکھلایا تھا۔ قریب تھا کہ میں نماز میں ہی اُنہیں جا لیتا، میں نے صبر کیا حتیٰ کہ اُنہوں نے سلام پھیرا۔ میں نے ان کے گلے میں چادر ڈالی اور پوچھا کہ تمہیں یہ سورت کس نے پڑھائی ہے؟ تو وہ کہنے لگے کہ آنحضرتؐ نے مجھے یہ سورت پڑھائی ہے۔ میں نے کہا: تم جھوٹ بول رہے ہو، آپؐ نے مجھے تو کسی اور طرح یہ سورت پڑھائی ہے۔ آخر میں اُنہیں کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ میں نے آپؐ سے عرض کیا کہ یہ سورۂ فرقان کو کسی اور طرح ہی پڑھ رہے تھے جو آپؐ نے مجھے نہیں پڑھایا۔ آپ نے حضرت ہشامؓ کو حکم دیا کہ وہ پڑھیں تو حضرت ہشامؓ نے وہی قراءت پڑھی جو پہلے پڑھ رہے تھے۔ پھر آپؐ نے مجھے پڑھنے کا حکم دیا۔ میں نے بھی اسی طرح پڑھی جس طرح آپؐ نے مجھے سکھائی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں یہ بھی صحیح ہے اور یہ اسی طرح نازل ہوئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: دیکھو! یہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے، ان میں سے جو حرف تم کو آسان لگے، وہ پڑھ لیا کرو۔'' (صحیح بخاری: ۴۹۹۲)

واضح رہے کہ حدیث: «أنزل القرآن علىٰ سبعة أحرف» اکیس صحابہؓ سے مروی ہے اور محدثین نے اس حدیث کو متواتر کا درجہ دیا ہے۔ تاہم لوگوں کا اس کے معنی ومفہوم کے تعین میں اختلاف ہوا۔ علامہ سیوطیؒ نے الإتقان میں اس کے متعلق چالیس اقوال ذکر کئے ہیں، اسی طرح ابن حبانؒ نے پینتیس اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں متعدد اقوال ذکر کئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ان میں سے بعض نے لغات، بعض نے سات قراءات اور بعض نے کچھ اور لیکن محققین قراء نے اس سے سات وجوہ مراد لی ہیں۔اور حضرت عثمانؓ کے بارے میں یہ کہنا کہ اُنہوں نے چھ حروف کو ختم کردیا اور ایک کو باقی رکھا، گویا حضرت عثمانؓ نے چھ قراءات ختم کردیں اور ایک قراءت کو باقی رکھا اور وہ آج ہمارے پاس حفص کی قراءت کی صورت میں موجود ہے، سراسر لغو ہے، حضرت عثمان یہ جرأت کیونکر کرسکتے تھے؟

قرآن نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ﴾ (الحجر:۹) ''قرآنِ مجید ہم نے اُتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

کسی صحابی یا خلیفہ راشد کو یہ اختیار نہیں ہے کہ شریعت میں کوئی تبدیلی کرے، کجا یہ کہ وہ قرآن کریم میں سے کچھ حذف کرسکے۔ دین نبی کریم ﷺ پر مکمل ہوگیا اور اس میں بعد میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔ یہ بات حضرت عثمانؓ پر محض الزام کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی دو طرح سے حفاظت فرمائی:

① حفظ کے ذریعے اور ② کتابت کے ذریعے

قرآنِ مجید کا یہ اعجاز ہے کہ یہ جلد حفظ ہوجاتا ہے، جبکہ باقی کتابوں میں بہت صعوبت تھی اور ان کو حفظ کرنا ناممکن تھا۔قرآن کریم کو پہلے پہل جمع کرنے کا خیال بھی حضرت عمرؓ کو حفاظ کرام کی شہادت کے بعد آیا۔اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کتاب کے بارے میں فرمایا:

﴿بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُوْنَ﴾ (العنکبوت:۴۹)

''دراصل یہ روشن نشانیاں ہیں، ان لوگوں کے دلوں میں جنہیں علم بخشا گیا ہے اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے مگر وہ جو ظالم ہیں۔''

قرآنِ مجید جس شکل میں اور جن حروف میں اللہ کے رسولؐ پر نازل ہوا تھا، انہی حروف کو حضرت ابوبکرؓ نے محفوظ رکھا اور انہی حروف کو حضرت عثمانؓ نے محفوظ رکھا اور حضرت عثمانؓ نے انہی صحیفوں سے نقل کیا جو حضرت حفصہؓ کے پاس تھے اور پھر ان مصاحف کو مختلف علاقوں میں پھیلا دیا۔ حضرت عثمانؓ کا قرآن ہمارے زمانہ تعلیم میں مدینہ منورہ کے 'مکتبہ عارف حکمت'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں موجود تھا اور یہ مکتبہ اس وقت روضۂ رسولؐ کے پچھلی طرف واقع تھا اور میں نے خود اس قرآن کو دیکھا اور مطالعہ کیا۔ باریک چمڑے پر انتہائی باریک کتابت میں لکھا ہوا تھا۔ شیشے کے بغیر نہیں پڑھا جاسکتا تھا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے بارے میں لوگوں کا کہنا کہ انہوں نے سوائے حفص کی قراءت کے باقی سب قراءات ختم کردیں، بالکل درست نہیں ہے اور یہ وہی لوگ کہہ سکتے ہیں جن کو اس کی اصل کا پتہ نہیں ہے۔

اگر آپ مراکش میں چلے جائیں وہاں ورش کی قراءت ہے اور امریکہ میں ایک صاحب ہمیں خلف کی قراءت میں نمازیں پڑھاتے تھے۔ لہٰذا یہ قراءات آج بھی محفوظ ہیں ۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہمارے مشرق میں صرف حفص کی قراءت مروّج ہے۔ جہاں تک سبعة أحرف کا تعلق ہے تو وہ اپنی وسعت کے ساتھ جس طرح قرآن مجید میں پہلے موجود تھے، اسی طرح قرآنِ مجید میں اب بھی موجود ہیں اور تاقیامت اسی طرح رہیں گے۔ان وجوہ وحروف کو قرآن سے نکالنے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور جمہور اُمت اس بات پر متفق ہے کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا تھا اور وہ آج بھی اسی طرح قائم ودائم ہیں جس کی تائید ائمہ کے ان اقوال سے ہوتی ہے جو آگے ذکر کئے جارہے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ صحیح قول یہ ہے کہ سبعة أحرف سے مراد سات وجوہ ہیں لیکن پھر سات وجوہ کی تعیین میں اختلاف ہوا کہ ان وجوہ کو سات نوع میں کس طرح تقسیم کیا جائے کہ ہر نوع ایک حرف بن جائے، لہٰذا اس میں سب سے محتاط اور راجح قول کہ جس میں مزید ردّ وبدل کی قطعاً گنجائش نظر نہیں آتی وہ امام رازیؒ کا ہے، وہ فرماتے ہیں:

> الكلام لا يخرج عن سبعة أوجه في الاختلاف، الأول: اختلاف الأسماء من إفراد وتثنية وجمع أو تذكير وتأنيث، الثاني: اختلاف تصريف الأفعال من ماضي ومضارع وأمر، الثالث: وجوه الإعراب، الرابع: النقص والزيادة، الخامس: التقديم والتأخير، السادس: الإبدال، السابع: اختلاف اللغات كالفتح والإمالة والترقيق والتفخيم والإدغام والإظهار (فتح الباری:۹/۲۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قراءات کا اختلاف سات وجوہ میں منحصر ہے: ① اختلافِ اسماء: جس میں مفرد، تثنیہ وجمع اور تذکیر وتانیث کا اختلاف ہے۔(۱) ② اختلافِ افعال کہ کسی قراءت میں ماضی کا صیغہ، کسی میں مضارع اور کسی میں امر۔(۲) ③ وجوہِ اعراب کا اختلاف: جس میں اعراب یا حرکات مختلف قراءتوں میں مختلف ہوں۔(۳) ④ الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف: ایک قراءت میں کوئی لفظ کم اور دوسری میں زیادہ ہو۔(۴) ⑤ تقدیم وتاخیر کا اختلاف: قراءت میں کوئی لفظ مقدم اور دوسری میں مؤخر ہو۔(۵) ⑥ اختلافِ ابدال: ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ کی جگہ بدل دینا۔(۶) ⑦ لہجات کا اختلاف: جس میں فتحہ، تفخیم، ترقیق، امالہ، قصر، مد، اظہار اور ادغام کا اختلاف ہو۔(۷)''

سبعہ أحرف اور ائمہ کرام

❁ علامہ بدر الدین زرکشیؒ اپنی کتاب برهان في علوم القرآن میں قاضی ابوبکرؒ کے حوالہ سے ذکر کرتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ

---

① جیسے تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ، دوسری قراءت میں تَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ نیز وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ کو تَعْمَلُوْنَ کی قراءت سے پڑھا گیا۔ اس طرح فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ کو مَسَاكِيْنَ اور وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ کو وَرِسَالَتِهٖ پڑھا گیا ہے۔ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ میں يُقْبَلُ مذکر کو مؤنث کے صیغہ تُقْبَلُ سے بھی پڑھا گیا ہے۔

② جیسے: وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا کو وَمَنْ يَطَّوَّعْ خَيْرًا اور قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ کو قُلْ كَمْ لَبِثْتُمْ، قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کو قَالَ إِعْلَمْ أَنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

③ مثلاً: وَلَا تُسْئَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيْمِ کو وَلَا تَسْئَلْ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيْمِ، اسی طرح إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً کو إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةٌ اور اللهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضِ کو اللهُ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضِ اور فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ کو فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٌ پڑھا گیا ہے۔

④ مثلاً وَسَارِعُوْا إِلَى مَغْفِرَةٍ کو سَارِعُوْا إِلٰى مَغْفِرَةٍ اور وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيْهِمْ کو وَمَا عَمِلَتْ أَيْدِيْهِمْ اور فَإِنَّ اللهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ کو فَإِنَّ اللهَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ پڑھا گیا ہے۔

⑤ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ کو جَاءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ

⑥ فَتَبَيَّنُوْا کو فَتَثَبَّتُوْا اور كَيْفَ نُنْشِزُهَا کو كَيْفَ نُنْشِرُهَا، اسی طرح هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ کو هُنَالِكَ تَتْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ

⑦ خُطُوَاتِ کو خَطْوَاتِ، بُيُوت کو بِيُوت، خُفية کو خِفية، يحسِب کو يحسَب، يَعزُب کو يعزِب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أن هذه الأحرف السبعة ظهرت واستفاضت عن رسول الله ﷺ وضبطها عنه الأئمة وأثبتها عثمان والصحابة في المصحف (۲۲۳/۱)

''یہ سبعہ حروف نبی کریم ﷺ سے بڑے مشہور ومعروف ہیں۔ ائمہ نے سبعہ حروف کو ضبط کیا ہے اور حضرت عثمانؓ اور صحابہؓ نے بھی انہیں مصاحف میں ثابت رکھا۔''

❁ علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

من قال إن عثمان أبطل الأحرف السبعة فقد كذب. من قال ذلك ولو فعل عثمان ذلك أو أراده لخرج عن الإسلام بل الأحرف السبعة كلها موجودة قائمة عندنا كما كانت مُثبتة في القراءات المشهورة المأثورة (الملل والنحل: ۷۷/۲)

''جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے چھ حروف کو ختم کر دیا تھا، وہ جھوٹا ہے۔ اگر حضرت عثمانؓ یہ کام کرتے یا اس کا ارادہ کرتے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ سبعہ احرف تمام کے تمام ہمارے پاس اسی طرح محفوظ ہیں جس طرح کہ مشہور ومعروف قراءات میں موجود ہیں۔''

❁ امام غزالیؒ سبعة أحرف کے متعلق لکھتے ہیں:

ما نقل إلينا بين دفتي المصحف على الأحرف السبعة المشهورة نقلًا متواترًا (المستصفىٰ: ۶۵/۱)

''مصحف وہ ہے جو دو گتوں کے درمیان ہے اور اس میں سات حروف ہیں جو مشہور ہیں اور تواتر کے ساتھ منقول ہیں۔''

❁ ابوالولید الباجی مالکیؒ فرماتے ہیں:

فإن قيل هل تقولون: إن جميع هذه السبعة الأحرف ثابتة في المصحف والقراء ة بجميعها جائزة؟ قيل لهم: كذلك نقول: والدليل علىٰ صحة ذلك قوله عز وجل:﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ ولا يصح انفصال الذكر المنزل من قراء ته فيمكن حفظه دونها ومما يدل على صحة ما ذهبنا إليه أن ظاهر قول النبي ﷺ يدل على أن القرآن أنزل على سبعة أحرف تيسيرا على من أراد قراء ته ليقرأ كل رجل مما

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسّر علیه وبما هو أخف علی طبعه وأقرب للغته لما یلحق من المشقة بذلك المألوف من العادة في النطق ونحن الیوم مع عجمیة ألسنتنا وبُعدنا عن فصاحة العرب أحوج . (المنتقیٰ:۱/۳۴۷)

''اگر یہ کہا جائے کہ کیا آپ کا قول یہ ہے کہ یہ ساتوں حروف مصحف میں آج بھی موجود ہیں، اس لئے کہ ان سب کی قراءۃ (آپ کے نزدیک) جائز ہے؟ تو ہم یہ کہیں گے کہ جی ہاں! ہمارا قول یہی ہے اور اس کی صحت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ﴾'' کہ ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' اور قرآن کو اس کی قراءات سے الگ کرنا ممکن نہیں ہے کہ قرآن تو محفوظ رہے اور اس کی قراءات ختم ہو جائیں۔

ہمارے قول کے صحیح ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ کا یہ فرمان واضح طور پر دلالت کرتا ہے کہ قرآن کو سات حروف پر اس لئے نازل کیا گیا کہ اس کی قراءت کرنے والے کو آسانی ہو تا کہ ہر شخص اس طریقہ سے تلاوت کر سکے جو اس کے لئے آسان ہو، اس کی طبیعت کے لحاظ سے زیادہ سہل اور اس کی لغت سے زیادہ قریب ہو، کیونکہ گفتگو میں جو عادت پڑ جاتی ہے، اسے ترک کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور آج ہم لوگ اپنی زبان کی عجمیت اور عربی فصاحت سے دور ہونے کی بنا پر اس سہولت کے زیادہ محتاج ہیں۔''

مندرجہ بالا اقوال سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ اس کی کوئی وجہ نہیں کہ انسان سبعة حروف کا انکار کرے اور یہ کہے کہ اس وقت صرف ایک حرف ہے اور باقی کوئی حرف نہیں۔ اللہ کی کتاب میں اپنی طرف سے تصرف کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْ أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلاَّ مَا يُوْحٰى إِلَيَّ إِنِّيْ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾ (یونس:۱۵)

''جب اُنہیں ہماری صاف صاف آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ اس کے بجائے کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کرو، اے نبیؐ! ان سے کہو: میرا یہ کام نہیں ہے کہ میں اپنی طرف سے اس میں کوئی تغیر وتبدل کرلوں۔ میں تو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بس اس وحی کا پیرو ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا ڈر ہے۔''

یہ نص ہے کہ آپؐ نے اپنی طرف سے کسی زیر وزبر کا بھی تصرف نہیں کیا اور ہمارا ایمان ہے کہ آپؐ نے اپنی زندگی میں اس میں کسی قسم کا تصرف نہیں کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی تصرف نہیں کیا اور حضرت عثمانؓ نے بھی تصرف نہیں کیا اور یہ قرآن اسی شکل میں جس شکل میں آسمان سے جبریلؑ لائے تھے، ہمارے پاس پہنچا۔

جہاں تک قراءات کا تعلق ہے تو وہ ثابت ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قراءت مجھے پسند ہے اور فلاں کی قراءت پسند نہیں۔ امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر میں متعدد مقامات پر مختلف قراءات کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت عثمانؓ نے جو تلف کیا، وہ کیا تھا؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے جو کچھ ختم کیا، وہ کیا تھا؟ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے اکٹھے کئے ہوئے صحائف جو حضرت حفصہؓ کے پاس موجود تھے، کو لے کر اُنہیں مصاحف میں نقل کیا کیونکہ یہ عرضہ اخیرہ ،یعنی حضرت جبریلؑ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا جو آخری دور ہوا تھا، اس کے مطابق تھے۔ حضرت جبریلؑ نبیؐ کو ہر سال قرآن کا دور کرواتے ، جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

كان يعرض على النبي ﷺ القرآن كل عام مرة فعرض عليه مرتين في العام الذي قبض فيه ''نبیؐ پر قرآن ہر سال پیش کیا جاتا۔ آپؐ کی وفات والے سال دو دفعہ آپ پر قرآن پیش کیا گیا۔'' (صحیح بخاری:۴۹۹/۸)

ابن سعدؒ نے مشہور تابعی علامہ ابن سیرین کا یہ قول نقل کیا ہے:

فأنا أرجو أن تكون قراء تنا العرضة الآخيرة (الطبقات الکبریٰ: ۱۹۵/۲)

''پس مجھے اُمید ہے کہ ہماری موجودہ قراءت اسی عرضہ اخیرہ کے مطابق ہے۔''

اور حضرت عثمانؓ نے عرضۂ اخیرہ والے قرآن کو ہی نقل کیا تھا جبکہ عرضہ اخیرہ والا قرآن وہ قرآن تھا جس میں آخری احکام اور جو جو تبدیلی مقصود تھی، کردی گئی۔ اب یہ قرآن جو تبدیلیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مبرا تھا، اسی کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت عثمانؓ نے مصاحف نقل کئے اور تبدیل شدہ چیزیں جن میں منسوخ آیات، شاذ قراءات اور سبعہ احرف میں سے جزوی چیزیں بدلی جا چکی تھیں اور لوگوں میں شائع ہو چکی تھیں اور وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس جمع شدہ قرآن کی اطلاع نہ پاسکے، نتیجتاً جس کسی کے پاس جو کچھ تھا وہ تلاوت کرتا رہا، جس سے اختلافات کا ہونا لازمی امر تھا۔ اب جو مصاحف حضرت عثمانؓ نے تلف کئے تھے، ان میں یہ چیزیں شامل تھیں مثلاً ایسی منسوخ آیات جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی تھی مگر لوگ پڑھ رہے تھے۔ حضرت براءؓ بن عازب فرماتے ہیں:

فأنزلت هذه الآية ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْعَصْرِ﴾ فقرأناها ما شاء الله ثم نزلت ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلوةِ الْوُسْطٰى﴾

”پہلے یہ آیت نازل ہوئی: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْعَصْرِ﴾ تو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا، ہم اسے پڑھتے رہے پھر یہ آیت نازل ہوئی ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾“ (فتح الباری:۱۹۸/۸)

اور یہ منسوخ شدہ آیت عرضہ اخیرہ میں موجود نہیں تھی۔ اسی طرح کچھ صحابہؓ قرآن لکھتے ہوئے تفسیری کلمات بھی ساتھ لکھ دیتے تھے جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ کے بارے میں امام نوویؒ لکھتے ہیں:

وكان لا يعتقد تحريم ذلك وكان يراه كصحيفة يثبت فيها ما يشاء وكان رأى عثمان والجماعة منع ذلك لئلا يتطاول الزمان ويظن ذلك قرآنا . (شرح النووی:۳۴۹/۶)

”وہ قرآن کے متن کے ساتھ اس کی تفسیر کو لکھنا حرام نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ اسے مصحف کی بجائے ایک صحیفہ سمجھتے تھے اور اس میں جو چاہتے لکھ لیتے، لیکن حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہؓ اُس کو ممنوع سمجھتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک مدت گزرنے کے بعد لوگ اسے بھی قرآن سمجھ لیں۔“

جمع صدیقی اور جمع عثمانی میں یہ تمام چیزیں نکالی گئی تھیں اور اُنہوں نے سات حروف میں سے چھ کو قطعاً ختم نہیں کیا تھا بلکہ اُنہوں نے وہی کچھ نکالا تھا جو عرضہ اخیرہ کے وقت اللہ کی طرف سے نکال دیا گیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ